خطبہ نمبر

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

سوموار 26 اکتوبر 2020ء | 08 ربیع الاول 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 253

فرمانِ رسول ﷺ

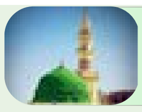

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے، انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم موذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی وہی الفاظ دہراؤ جو وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرمایا میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو یہ جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کو ملے گا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ مَیں ہی ہوں گا۔ جس کسی نے بھی میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر۸۴۹)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

درود شریف حصول استقامت کا ذریعہ

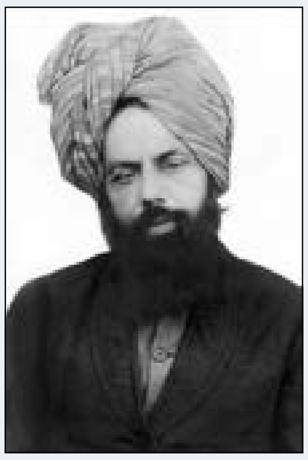

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا کہ: ’’ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے۔ آپ نے ہر قسم کی بد تحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب اٹھائے لیکن پروا نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم درود اور سلام بھیجو نبی پر۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح میں وہ صدق و وفا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔‘‘ (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ 730، تحفہ سالانہ یا رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 50-51۔ ملفوظات جلد اول صفحہ 23-24۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ازدیاد اور تجدید کے لئے ہر نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہو گیا۔ تا کہ اس دعا کی قبولیت کے لئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ میں آ جائے۔ درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن اور احسان کو مدِّنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔‘‘

(ریویو آف ریلیجنز جنوری 1904ء جلد 3 نمبر 1 صفحہ 14-15)

ارشادِ باری تعالیٰ

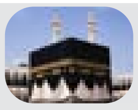

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

(الاحزاب: 57)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پس درود شریف کو کثرت سے پڑھنا آج ہر احمدی کے لئے ضروری ہے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو بھی ہم پورا کرنے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ کی آواز پر ہم لبّیک کہنے والے ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے دعوے پر پورے اترنے والے ہوں۔ صرف نعروں اور جلوسوں سے یہ محبت کا حق ادا نہیں ہو گا جو غیر از جماعت مسلمان کرتے رہتے ہیں۔ اس محبّت کا حق ادا کرنے کے لئے آج ہر احمدی کروڑوں کروڑ درود اور سلام اپنے دل کے درد کے ساتھ ملا کر عرش پر پہنچائے۔ یہ درود بندوقوں کی گولیوں سے زیادہ دشمن کے خاتمے میں کام آئے گا۔

پھر مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ درود پڑھنے کا طریق کیا ہے آپ اپنے ایک خط میں جو آپ نے اپنے ایک مرید کو لکھا، فرماتے ہیں کہ: ’’یہ لحاظ بدرجہ غایت رکھیں کہ ہر ایک عمل رسم اور عادت کی آلودگی سے بکلّی پاک ہو جائے۔‘‘ (جو عمل بھی ہے صرف رسم نہ ہو اور عادت نہ ہو) اور دلی محبّت کے پاک فوّارے سے جوش مارے۔‘‘ (اس کا رسم اور عادت کا گند جو ہے رسم اور عادت کا اس سے پاک کریں اور دل سے نکلنے والی محبت جو ہے وہ فوارے کی طرح پھوٹ رہی ہو۔ فرمایا) ’’مثلاً درود شریف اس طور پر نہ پڑھیں کہ جیسا عام لوگ طوطے کی طرح پڑھتے ہیں۔ نہ ان کو جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے نہ وہ حضورِ تام سے اپنے رسولِ مقبول کے لئے برکاتِ الٰہی مانگتے ہیں‘‘۔ فرمایا کہ: ’’بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہئے کہ رابطہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درجے تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل یہ تجویز نہ کر سکے کہ ابتدائے زمانہ سے انتہا تک کوئی ایسا فرد بشر گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جو اس سے ترقی کرے گا‘‘۔ (یہ محبت ایسی ہو کہ بہت سوچنے کے بعد بھی کبھی دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو سکے کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایسا تھا جس سے ایسی محبت پیدا ہو سکے، نہ کبھی آئندہ پیدا ہو سکتا ہے جس سے اس شدت سے محبت کی جا سکے یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جو اس سے ترقی کرے گا) ’’اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ جو کچھ محبّان صادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مصائب اور شدائد اٹھاتے رہے ہیں یا آئندہ اٹھا سکیں گے جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے وہ سب کچھ اٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو۔‘‘ (یہ صورت کس طرح پیدا ہو گی کہ جو کچھ مصیبتیں

بقیہ صفحہ 8 پر

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- بدظنی سے بچو (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

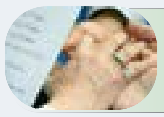

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

بہر حال اس ساری تمہید سے یا بیان سے میرا مقصد آپؐ کے بلند مقام کو بیان کرنا ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کے بے شمار معجزات ہمیں روایات میں ملتے ہیں جن سے آپؐ کے مرتبہ اور خدا تعالیٰ کے آپ سے خاص سلوک کا پتہ چلتا ہے جس کی مثالیں پہلے کبھی نہیں ملتیں، لیکن ان سب باتوں کے باوجود کافروں کے اس مطالبے پر جو انہوں نے آپ سے کیا کہ ہمارے سامنے آپ آسمان پر چڑھیں اور کتاب لے کر آئیں جسے ہم پڑھیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّیۡ هَلۡ كُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا (بنی اسرائیل: 94)۔ ان کو کہہ دے کہ میرا ربّ ان باتوں سے پاک ہے۔ مَیں تو صرف ایک بشر رسول ہوں۔ پس آپ کا مقام گو سب انسانوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ آپ انسانِ کامل ہیں، لیکن جہاں تک بشر رسول ہونے کا سوال ہے، آپ ﷺ سے بھی خدا تعالیٰ نے وہی سلوک فرمایا جو باقی رسولوں سے فرمایا۔ یعنی جہاں، جس طرح باقی رسولوں کی اُن کی قوموں نے مخالفت کی، آپ سے بھی کی اور آپ کیونکہ تمام زمانوں اور تمام قوموں کے لئے ہیں اس لئے آپ کی مخالفت اُس زمانہ میں آپ کی زندگی میں بھی کی گئی اور اب بھی کی جا رہی ہے اور کی جاتی رہے گی۔ باقی انبیاء کا بھی استہزاء ہوا تو آپ کا بھی استہزاء ہوا اور کیا جا رہا ہے۔ لیکن سعید فطرت لوگ پہلے بھی انبیاء کو مانتے رہے۔ آپؐ کو بھی آپؐ کے زمانہ میں مانا بلکہ سب سے زیادہ مانا بلکہ آپ کی زندگی میں عرب میں پھیلا اور عرب سے باہر قریب کے علاقوں تک اسلام پھیل گیا۔ اور پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ تمام دنیا میں پھیل گیا اور آج تک پھیلتا چلا جا رہا ہے اور ایک وقت آئے گا جب دنیا کی اکثریت اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ہو گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمّہ تبلیغ کا کام اللہ تعالیٰ نے لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ (المائدۃ: 68) تیرے ربّ کی طرف سے جو کلام تجھ پر اتارا گیا ہے، اسے لوگوں تک پہنچا۔ پس آپ نے حسن و احسان سے، پیار سے، عفو سے، صبر سے، دعائیں کرتے ہوئے یہ پیغام پہنچایا۔ غیر تو خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام لگاتے ہی ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا لیکن بعض مسلمان علماء، یا علماء کہلانے والے بھی یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ اسلام جنگوں کے ذریعہ سے پھیلا۔ حالانکہ ہجرت کے بعد جب مکّہ سے مدینہ ہجرت ہوئی ہے اور پھر جب اگلے سال میں جنگِ بدر ہوئی ہے تو اس کے بعد صلح حدیبیہ تک مختلف جنگیں ہوتی رہیں، جس میں زیادہ سے زیادہ جنگِ احزاب میں مسلمان شریک ہوئے تھے اور اُن کی تعداد تین ہزار تک تھی۔ صلح حدیبیہ کے وقت پندرہ سو افراد کا قافلہ تھا جو آپ کے ساتھ مکّہ گیا تھا۔ صلح حدیبیہ تک یہ تقریباً پانچ سال کا عرصہ بنتا ہے۔ لیکن صلح حدیبیہ سے لے کر فتح مکہ تک پونے دو سال میں جو لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکّہ گیا، اُس کی تعداد دس ہزار تھی۔ پس یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ امن کے جو دو سال تھے، ان میں اسلام زیادہ پھیلا ہے۔ اسی طرح امن اور پیار کی تبلیغ کے بہت سے واقعات ہیں۔ عفو کے بہت سے واقعات ہیں جس نے لوگوں کے دلوں پر قبضہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو، درگزر اور شفقت کے سلوک کے واقعات گزشتہ خطبات میں بھی مَیں بیان کر چکا ہوں۔ آپؐ نے یہ سب کیوں کیا؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ یہ آپؐ نے کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ بے شک یہ میرا پیارا ترین ہے اور قریب ترین ہے مگر انبیاء سے لوگوں کے سلوک کا جو طریق چلا آ رہا ہے وہ اس سے بھی ہو گا۔ آپؐ کو فرمایا اے نبی! تجھ سے بھی (ایسا) ہو گا لیکن تُو نے صبر، تحمل، برداشت، عفو، مستقل مزاجی سے تبلیغ کا یہ کام کرتے چلے جانا ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی جنگ ٹھونسے، حتی الوسع سختی سے پرہیز کرنا ہے۔ ہرزہ سرائیوں پر، بیہودہ گوئیوں پر، ایذاء دہی پر صبر کا اعلیٰ نمونہ دکھاتے چلے جانا ہے کہ اسلام کا محبت اور امن کا پیغام اسی طرح پھیلنا ہے۔ قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ نے ان سب باتوں کو کس طرح بیان فرمایا ہے اور کیا نصیحت فرمائی ہے؟ وہ مَیں بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ قٓ میں فرماتا ہے کہ فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ الۡغُرُوۡبِ (سورۃ ق: 40) پس صبر کر اس پر جو وہ کہتے ہیں اور اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر، سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب سے پہلے بھی۔

پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دلائی کہ یہ طعن و تشنیع جو دشمن کرتا ہے وہ تو ہونی ہے، آپ صبر کے ساتھ اسے برداشت کریں۔ قرآنِ کریم ان پیشگوئیوں سے بھرا پڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی غالب آئیں گے۔ آخر کار کامیاب وہی ہوتا ہے جس کے ساتھ خدا تعالیٰ ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآنِ کریم کے ساتھ، اس تعلیم کے ساتھ نصیحت کرتا چلا جا، تنبیہ کرتا چلا جا۔ پس جو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس نصیحت اور تنبیہ سے ڈر کر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والا بن جائے گا۔

(خطبہ جمعہ 28/ جنوری 2011ء)

بدظنی سے بچو

کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے
تو پھر کیوں ظنِ بد سے ڈر نہیں ہے

کوئی جو ظنِ بد رکھتا ہے عادت
بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

گمانِ بد شیاطیں کا ہے پیشہ
نہ اہلِ عفت و دیں کا ہے پیشہ

تمہارے دل میں شیطاں دے ہے بچے
اسی سے ہیں تمہارے کام کچے

وہی کرتا ہے ظنِّ بد بِلا رَیب
کہ جو رکھتا ہے پردہ میں وہی عیب

وہ فاسِق ہے کہ جس نے رہ گنوایا
نظر بازی کو اِک پیشہ بنایا

مگر عاشق کو ہر گز بد نہ کہیو!
وہاں بدظنیوں سے بچ کے رہیو

اگر عشاق کا ہو پاک دامن
یقیں سمجھو کہ ہے تریاق دامَن

مگر مشکِل یہی ہے درمیاں میں
کہ گُل بے خار کم ہیں بوستاں میں

تمیں یہ بھی سناؤں اس بیاں میں
کہ عاشق کس کو کہتے ہیں جہاں میں

وہ عاشق ہے کہ جس کو حسبِ تقدیر
مَحبت کی کماں سے آ لگا تیر

نہ شہوَت ہے نہ ہے کچھ نَفس کا جوش
ہوا اُلفت کے پیمانوں سے مدہوش

لگی سینہ میں اُس کے آگ غم کی
نہیں اس کو خبر کچھ پیچ و خم کی

(درثمین)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23/ اکتوبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

حضرت معاذ بن جبلؓ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر اپنے لوگوں کے پاس آتے اور انہیں نماز پڑھاتے

تین مرحومین مکرم مولوی فرزند خان صاحب مبلغ انچارج ضلع خوردہ دنیا گڑھ اڑیشہ، مکرم عبداللہ موسیکو صاحب لوکل مشنری ملائیشیا اور مکرم عبدالواحد صاحب معلم سلسلہ قادیان کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23/ اکتوبر 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم رانا عطاء الرحیم صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج مَیں جن صحابی کا ذکر کروں گا اُن کا نام ہے حضرت معاذ بن جبلؓ۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ خزرج کی شاخ اُدی بن سعد بن علی سے تھا۔ آپؓ کا چہرہ انتہائی سفید، دانت چمک دار اور آنکھیں سرمئی تھیں۔ معاذ بن جبلؓ اپنی قوم میں سب سے خوب صورت نیز انصار کے نَوجوانوں میں سب سے سخی، بردبار اور باحیا تھے۔ آپؓ نے 18 برس کی عمر میں بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقعے پر اسلام قبول کیا اور غزوۂ بدر سمیت دیگر تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ آپؓ کی مؤاخات حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ قائم ہوئی۔ قبولِ اسلام کے بعد معاذؓ نے بنو سلمہ کے نَوجوانوں کے ساتھ مل کر اپنے قبیلے کے بُت توڑے تھے۔ یہ واقعہ حضرت معاذ بن عمروؓ کے ذکر میں پہلے بھی بیان ہوچکا ہے کہ کس طرح بنوسلمہ کے بعض نَوجوان معاذ بن عمروؓ کے والد کے بُت کو تین متواتر دنوں تک محلّے کی کچرا کُنڈی میں پھینکتے رہے اور بالآخر یہ ترکیب حضرت عمروؓ کے قبولِ اسلام کا باعث بن گئی۔

رسول اللہ ﷺ سے حضرت معاذ بن جبلؓ کے اخلاص و محبت کا ثبوت یوں ملتا ہے کہ غزوۂ احد سے واپسی پر جب مدینے کی انصار خواتین اپنے شہداء پر رو رہی تھیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حمزہؓ کے لیے کوئی رونے والا نہیں۔ اس پر آپؓ اور بعض دیگر انصار صحابہ نے مدینے کی رونے والی عورتوں کو جمع کیا اور حضرت حمزہؓ کے لیے رونے کا حکم دیا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ آنحضرت ﷺ سے عشق تھا، گو اسلام میں رونا اور نوحہ کرنا منع ہے لیکن رسول خدا ﷺ نے اِن جذبات کو دیکھ کر اظہار فرمایا کہ کاش حمزہؓ کے لیے بھی جذبات کا اظہار ہوتا ورنہ عمومی طور پر اسلام میں یہ سب منع ہے۔ غزوۂ حنین کے موقعے پر آپؐ نے معاذ بن جبلؓ کو مکّے میں پیچھے چھوڑا تاکہ وہ اہلِ مکّہ کو اسلام سکھا سکیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ چار اشخاص سے قرآن سیکھو ابنِ مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ چار چوٹی کے استاد تھے جن کا کام یہ تھا کہ رسولِ خدا ﷺ سے قرآن پڑھیں اور لوگوں کو پڑھائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میری امّت میں سب سے زیادہ حلال و حرام کو جاننے والے معاذ بن جبلؓ ہیں۔ اسی طرح ایک اور موقعے پر فرمایا کہ معاذ بن جبل کیا ہی اچھے آدمی ہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ مَیں یقیناً تم سے محبت کرتا ہوں پس ہر نماز کے بعد یہ ذکر کرنا اور اسے ترک نہ کرنا کہ اے اللہ! اپنے ذکر، شکر اور عبادت کی خوب صورتی کے لیے میری مدد فرما۔ اسی طرح ایک اور روایت میں آپؐ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو لاحول پڑھنے کی تاکید فرمائی اور اسے جنّت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ قرار دیا۔ آپؓ نے ایک مرتبہ افضل ایمان کے متعلق پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ افضل ایمان یہ ہے کہ تم محبت اور نفرت اللہ کے لیے کرو اور اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں لگائے رکھو۔

حضرت معاذ بن جبلؓ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر اپنے لوگوں کے پاس آتے اور انہیں نماز پڑھاتے۔ ایک مرتبہ آپؓ نے عشاء کی نماز میں سورۂ بقرہ شروع کردی۔ نماز کی طوالت کی وجہ سے ایک شخص باجماعت نماز سے علیحدہ ہوگیا۔ جب یہ معاملہ حضور ﷺ تک پہنچا تو آپؐ نے حضرت معاذ کو تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالتے ہو اور سورۂ شمس، الضحیٰ، اللیل اور سورۂ اعلیٰ وغیرہ سورتیں پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ان سورتوں کو اوسط سورتوں میں قرار دیا ہے۔ خاص اوقات میں انسان بے شک لمبی سورتیں پڑھ لے یا تکلیف اور بیماری میں چھوٹی سورتیں پڑھ لے لیکن اوسط سورتیں یہی ہیں جنہیں عام طور پر بالجہر نمازوں میں پڑھنا چاہیے۔

ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبلؓ سواری پر نبی کریم ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ پھر آپؐ کچھ دیر چلے اور فرمایا اے معاذ بن جبلؓ! بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ جب وہ اللہ کی بات مان لیں اور اپنا حق ادا کردیں تو ان کا حق بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دے۔

ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے آنحضرت ﷺ سے ایسے عمل کے متعلق پوچھا جو جنّت میں داخل اور آگ سے دُور کردے تو آپؐ نے ارکانِ اسلام پر بھرپور طریق سے کاربند ہونے کی تاکید کی نیز فرمایا کہ مَیں تمہیں خیر کے دروازوں کے متعلق بتاتا ہوں: روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو ایسے بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو۔ رات کے درمیان آدمی کا نماز یعنی تہجد پڑھنا۔ فرمایا ان سب کی بلند چوٹی اور ستون 'جہاد' ہے اور وہ چیز جس پر اس سب کا مدار ہے وہ یہ کہ انسان اپنی زبان کو روک رکھے۔ فرمایا اے معاذ! لوگوں کو آگ میں اوندھے منہ نہیں گراتی مگر ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی فصلیں۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مہاجرین اور انصار میں سے تین تین آدمی فتویٰ دیا کرتے تھے۔ ان میں حضرت عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ شامل تھے۔ یہ تمام اصحاب حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت میں بھی فتویٰ دیا کرتے تھے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت ابوبکرؓ کے دَور میں شام چلے گئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان کی روانگی نے مدینہ اور اہلِ مدینہ کو عِلمِ فقہ میں محتاج بنادیا ہے۔ آپؓ نمازِ تہجد میں یہ دعا مانگا کرتے کہ اے اللہ! آنکھیں سوئی ہوئی اور ستارے ٹمٹمارہے ہیں تُو حیّ و قیّوم ہے۔ جنّت کے لیے میری طلب سُست اور آگ سے میرا بھاگنا کم زور اور ضعیف ہے۔ اے اللہ! میرے لیے اپنے ہاں ہدایت رکھ دے۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے فرمایا کہ جو کوئی دل کی سچائی سے یہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ ضرور اس کو آگ پر حرام کردے گا۔ حضرت معاذؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا مَیں لوگوں کو اس کے متعلق خبر نہ دوں کہ وہ خوش ہوجائیں۔ آپؐ نے فرمایا تب تو لوگ خوش ہوکر باقی نیکیاں ترک کردیں گے چنانچہ حضرت معاذؓ نے مرتے وقت صاحبِ عِلم لوگوں کو یہ بات بتائی۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اپنی شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ بعض علمی باتوں کو خاص لوگوں تک محدود کرنا اس لیے ضروری ہے کیونکہ بعض باتیں فتنے میں مبتلا کرتی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح مومن ساز لوگوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے محض زبانی اقرار کو اپنے لیے آڑ بنا رکھا ہے۔ شریعت کی تکلیفوں سے آزاد کرکے ان کو ایمان کا سرٹیفکیٹ دے دینا چاہتے ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس حدیث سے جس میں کلمہ پڑھنے والوں پر آگ کے حرام ہونے کا ذکر ہے، یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ یہ جزا اللہ تعالیٰ نے دینی ہے اور کسی انسان کا یہ کام نہیں کہ کسی کلمہ گو پر فتوے لگائے۔ آج کل بڑا مشہور ہے کہ مسلمان عید میلاد النبی منا رہے ہیں پس اصل تو یہ ہے کہ ہم آپؐ کی تعلیم اور اسوے کو اپنائیں۔

حضرت معاذ بن جبلؓ غزوۂ تبوک کے موقعے پر رسول اللہ ﷺ کے ایک معجزے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تبوک کے چشمے میں بہت تھوڑا پانی تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس چشمے کے پانی سے اس طرح ہاتھ منہ دھویا کہ پانی وہیں چشمے پر گرتا جاتا تھا۔ جیسے جیسے پانی چشمے پر تیزی سے گرا تو چشمہ تیزی سے بہنے لگا۔ پھر آپؐ نے معاذ بن جبلؓ کو مخاطب کرکے فرمایا اے معاذ! اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو تُو دیکھ لے گا کہ یہ جگہ باغوں سے بھر گئی ہے۔ حضورِ انور نے مختلف ادوار کے حوالے پیش فرمائے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ تبوک کا علاقہ باغوں سے بھرا ہوا ہے اور وہاں اتنا وافر پانی موجود ہے کہ مدینے اور خیبر کے سِوا کہیں اتنا پانی نہیں۔

خطبے کے آخر میں حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تین مرحومین کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ پہلا ذکر مکرم مولوی فرزند خان صاحب مبلغ انچارج ضلع خوردہ دنیا گڑھ اڑیشہ کا تھا۔ مرحوم 10/ ستمبر کو وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم منکسر المزاج، نرم دل، دعاگو شخصیت کے مالک تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے ہیں۔

دوسرا جنازہ مکرم عبداللہ موسیکو صاحب لوکل مشنری ملائیشیا کا تھا۔ آپ 7/ اکتوبر کو 68 برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے جلسہ سالانہ تاکینابالو 1973ء میں شرکت کی اور اُس روحانی ماحول سے متاثر ہوکر بیعت کی توفیق پائی۔ آپ بڑے مہمان نواز، صاحبِ عِلم، تبلیغ کا شوق رکھنے والے بڑے disciplined آدمی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ آٹھ بچے شامل ہیں۔

تیسرا ذکرِ خیر مکرم عبدالواحد صاحب معلّم سلسلہ قادیان کا تھا جو 12/ ستمبر کو 56 برس کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بڑے اطاعت گزار اور محنتی شخصیت کے مالک تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

آخر میں حضورِ انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولادوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

☆...☆...☆

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 02؍ اکتوبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

مَیں تمہارے بارے میں محتاجی سے نہیں ڈرتا بلکہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے اور پھر تم بڑھ چڑھ کر حرص کرنے لگ جاؤ (الحدیث)

امین الامّت، عشرہ مبشرہ کی بشارت پانے والے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت ابوعبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

ہم تو پہلے بھی ان تکلیفوں سے گزرتے رہے ہیں، اب بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی مدد سے گزر جائیں گے لیکن اگر یہ (مخالفین) باز نہ آئے تو ان کی تباہی یقینی ہے

مخالفینِ احمدیت کو انتباہ اور پاکستانی احمدیوں کو اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے اور دعائیں کرنے کی تلقین

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

بدری صحابہ کے ذکر میں جن صحابی کا ذکر ہوگا وہ ہیں حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ۔ حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کا نام عامر بن عبداللہ تھا اور ان کے والد کا نام عبداللہ بن جرّاح تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ اپنی کنیت کی وجہ سے زیادہ مشہور ہیں جبکہ آپؓ کے نسب کو آپؓ کے دادا جرّاح سے جوڑا جاتا ہے۔ آپؓ کی والدہ کا نام اُمَیمہ بنتِ غَنْم تھا اور آپؓ کا تعلق قبیلہ قریش کے خاندان بَنُو حَارِثْ بِنْ فِہر سے تھا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جزء ثالث صفحہ ۴۷۵، عامر بن عبد اللہ، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۲۰۰۵ء)

حضرت ابوعُبَیدہؓ کا یہ حلیہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا قد لمبا تھا، جسم نحیف تھا، دبلے پتلے تھے اور چہرے پر کم گوشت تھا۔ سامنے کے دو دانت غزوۂ احد کے موقعے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار میں پھنسے ہوئے خود کے حلقوں کو نکالتے ہوئے ٹوٹ گئے تھے۔ آپؓ کی داڑھی زیادہ گھنی نہ تھی اور آپؓ خضاب کا استعمال کیا کرتے تھے۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد دوم صفحہ 135، حضرت ابوعبیدہ بن الجرّاح، دار الاشاعت اردو بازار کراچی)

حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ نے متعدد شادیاں کی تھیں مگر ان میں صرف دو بیویوں سے اولاد ہوئی۔ آپؓ کے دو بیٹے تھے ایک کا نام یزید اور دوسرے کا نام عُمَیر تھا۔ (ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد 2 صفحہ 41)

حضرت ابوعبیدہؓ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جنت کی بشارت دی تھی، جن کو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ جلد ثالث صفحہ ۲۲، عامر بن عبد اللہ، دار الفکر بیروت، ۲۰۰۳ء)

حضرت ابوعبیدہؓ کا شمار قریش کے باوقار، بااخلاق اور باحیا لوگوں میں ہوتا تھا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جزء ثالث صفحہ ۴۷۷، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۲۰۰۵ء)

حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے اسلام قبول کیا۔ اس وقت مسلمان ابھی دارِ ارقم میں پناہ گزیں نہیں ہوئے تھے اس سے پہلے کی بات ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کا اسلام لانے میں نواں نمبر ہے۔

(عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد صفحہ 798، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2000ء)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امّت کا ایک امین ہوتا ہے اور میری امّت کے امین ابوعبیدہ بن جرّاحؓ ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب مناقب ابی عبیدہ بن الجرّاحؓ، حدیث نمبر ۳۷۴۴)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات کے مطابق نجران کے لوگ جبکہ صحیح مسلم کی ایک اَور روایت کے مطابق یمن کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو ہمیں دین سکھائے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کسی امین شخص کو بھیجیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں ضرور تمہارے ساتھ ایک ایسے امین شخص کو بھیجوں گا جو اس کا حق ادا کرنے والا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا هٰذَا أَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔ یہ اس امّت کا امین ہے۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب مناقب ابی عبیدہ بن الجرّاحؓ حدیث نمبر ۳۷۴۵)

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل ابی عبیدہ بن الجرّاحؓ، حدیث نمبر ۲۴۱۹-۲۴۲۰)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ، عمرؓ، ابوعبیدہ بن جرّاحؓ، اُسید بن حضیرؓ، ثابت بن قَیس بن شَمَّاسؓ، مُعاذ بن جَبَلؓ اور مُعاذ بن عَمرو بن جَمُوحؓ کتنے اچھے انسان ہیں۔ (جامع ترمذی ابواب المناقب باب مناقب معاذ بن جبل وزید بن ثابتؓ..... ، حدیث نمبر 3795) یعنی آپؐ نے ایک مرتبہ ان کی تعریف فرمائی۔ ایک مجلس میں ان کا ذکر ہوا ہوگا جس کی مثال حضرت ابوہریرہؓ بیان کر رہے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد کسی کو جانشین بناتے تو کسے بناتے؟ اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ کو۔ لوگوں نے پوچھا اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد کسے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضرت عمرؓ کو۔ لوگوں نے پوچھا حضرت عمرؓ کے بعد کسے؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کو۔ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔ (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل ابی بکر الصدیقؓ حدیث نمبر 2385)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ بن شَقِیق نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ میں سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ۔ اس نے پوچھا کہ حضرت ابوبکرؓ کے بعد کون؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضرت عمرؓ۔ اس نے پوچھا کہ حضرت عمرؓ کے بعد کون؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضرت ابوعُبیدہ بن جرّاحؓ۔ پھر اس نے پوچھا اس کے بعد کون؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت عائشہؓ خاموش رہیں۔

(جامع ترمذی کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق، حدیث نمبر ۳۶۵۷)

'سیرت خاتم النبیینؐ' میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ

''حضرت عائشہؓ کی نظر میں ابوعبیدہؓ کی اتنی قدر و منزلت تھی کہ وہ کہا کرتی تھیں کہ اگر حضرت عمرؓ کی وفات پر ابوعبیدہؓ زندہ ہوتے تو وہی خلیفہ ہوتے۔''

(سیرت خاتم النبیین از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 123)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ اگر آج حضرت ابوعبیدہؓ زندہ ہوتے تو میں انہیں خلیفہ نامزد کرتا اور اگر میرا رب مجھ سے اس بارے میں پوچھتا کہ تم نے اسے کیوں نامزد کیا ہے تو مَیں عرض کرتا کہ مَیں نے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ابوعبیدہؓ اس امّت کا امین ہے۔ اس لیے اسے جانشین بنایا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ثالث صفحہ ۳۱۵، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۲۰۱۲ء)

جب حضرت ابوعبیدہؓ ایمان لائے تو ان کے والد نے ان کو بہت تکالیف پہنچائیں۔ آپؓ ہجرت حبشہ میں بھی شریک تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ مدینہ ہجرت کر کے آئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انہیں دیکھ کر تمتما اٹھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر معانقہ کیا اور آپؓ نے حضرت کلثوم بن ہِدمؓ کے گھر قیام کیا۔ امّ کلثوم نہیں بلکہ حضرت کلثوم بن ھِدمؓ کے گھر قیام کیا۔

(ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب، جلد 2 صفحہ 11-12)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ثالث صفحہ ۳۱۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۱۲ء)

حضرت ابوعبیدہؓ کی مؤاخات کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ بعض کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہؓ کی مؤاخات حضرت ابوحذیفہؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالمؓ کے ساتھ فرمائی۔ بعض کے نزدیک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی مؤاخات حضرت محمد بن مسلمہؓ کے ساتھ قائم فرمائی اور بعض کے نزدیک آپؓ کی مؤاخات حضرت سعد بن معاذؓ کے ساتھ قائم فرمائی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ثالث صفحہ ۳۱۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۱۲ء)

(الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جزء ثالث صفحہ ۴۷۶، عامر بن عبد اللہ، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۲۰۰۵ء)

حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ نے غزوۂ بدر، احد اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ثالث صفحہ ۳۱۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۰ء)

غزوۂ بدر کے وقت حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کی عمر 41 سال تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ثالث صفحہ ۳۱۶، ابوعبیدہ بن جرّاح، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۲۰۱۲ء)

غزوۂ بدر کے روز حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ مسلمانوں کی طرف سے میدانِ جنگ میں آئے اور آپؓ کا باپ عبداللہ کفار کی طرف سے میدان میں آیا۔ باپ بیٹا آمنے سامنے ہوئے۔ باپ نے جنگ کے دوران بیٹے کو نشانہ بنانا چاہا مگر حضرت ابوعبیدہؓ طرح دیتے رہے، ایک طرف نکلتے رہے، بچتے رہے مگر باپ نے پیچھا نہ چھوڑا۔ باپ کی کوشش تھی

کہ آپ کو کسی طرح مار دے۔ آپؓ کو بھی موقع تھا، آپؓ بھی یہ کر سکتے تھے لیکن آپؓ یہی کوشش کرتے رہے کہ باپ سے بچتے رہیں۔ نہ اس کو ماریں اور خود بھی بچے رہیں۔ جب حضرت ابوعبیدہؓ نے دیکھا کہ باپ پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہا تو جذبہ توحید نسبی تعلق پر غالب آیا۔ پھر رشتہ داری کوئی چیز نہیں رہی۔ جب آپؓ نے دیکھا کہ اب تو یہ پکا ارادہ کیے بیٹھا ہے کہ مجھے مارنا ہے اور صرف اس لیے مارنا ہے کہ مَیں توحید پر ایمان لے آیا ہوں اور لکھا ہے کہ جذبہ توحید نسبی تعلق پر غالب آیا اور جب یہ ہوگیا، جب دیکھا کہ پیچھا نہیں چھوڑ رہا تو پھر عبداللہ جو اُن کا باپ تھا اپنے ہی بیٹے حضرت ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ آخر اُس کو پھر مجبوراً اِن کو مارنا پڑا۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ جلد 2 صفحہ 124 مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

غزوۂ احد کے دن عبداللہ بن قَمِئَہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زور سے پتھر مارا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک زخمی ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہو گئے۔ اس پر اس نے نعرہ مارا کہ یہ لو کہ مَیں ابنِ قَمِئَہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرۂ مبارک سے خون صاف کرتے ہوئے فرمایا اللہ تجھے رسوا کرے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ایسا ہوا کہ اللہ نے اس پر ایک پہاڑی بکرا مسلط کر دیا جس نے اسے مسلسل سینگ مارے یہاں تک کہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جزء ثامن صفحہ ۱۵۴ حدیث ۷۵۹۶، مکتبہ ابن تیمیہ قاھرہ، ۱۹۹۴ء)

اس واقعے کے بارے میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر پتھر مارا گیا تو وہ اتنے زور سے لگا کہ آپؐ کے خَود کے دو حلقے ٹوٹ کر، اس کی کڑیاں جو تھیں وہ ٹوٹ کر آپؐ کے چہرۂ مبارک میں پیوست ہوگئیں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ مَیں دوڑتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا تو مَیں نے دیکھا کہ ایک شخص اتنی تیزی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھ رہا تھا گویا کہ اُڑ کر آ رہا ہو۔ اس پر مَیں نے دعا کی کہ اے اللہ! اس شخص کو خوشی کا موجب بنا۔ یعنی یہ جو دوڑا جا رہا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی، ہمارے لیے بھی خوشی کا موجب بنے۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو مَیں نے دیکھا کہ وہ ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ تھے جو مجھ سے سبقت لے گئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: اے ابوبکرؓ! مَیں آپؓ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارِ مبارک سے ان حلقوں کو نکالنے دیں یعنی وہ جو خَود کے اندر جبڑے میں چبھ گئے تھے ان کو نکالنے دیں۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے انہیں ایسا کرنے دیا۔ پس حضرت ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ نے خَود کے ان دو حلقوں میں سے ایک کو اپنے دانت سے پکڑا اور اتنے زور سے کھینچا۔ اتنے مضبوطی سے وہ اندر گڑھ گئے تھے کہ جب کھینچ کر نکالا تو آپؓ کمر کے بل زمین پر گر گئے اور آپؓ کا سامنے کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ پھر آپؓ نے دوسرے حلقے کو بھی دانتوں سے پکڑ کر زور سے کھینچ کر باہر نکالا کہ آپؓ کا سامنے کا دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا۔ غزوۂ احد کے موقعے پر جب لوگ منتشر ہو گئے تھے تو حضرت ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ثابت قدم موجود رہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ثالث صفحہ ۳۱۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۰ء)

ذوالقعدہ چھ ہجری میں صلح حدیبیہ کے موقعے پر جب صلح نامہ لکھا گیا تو اس معاہدے کی دو نقلیں تیار کی گئیں اور بطور گواہ کے فریقین کے متعدد معززین نے ان پر اپنے دستخط کیے۔ مسلمانوں کی طرف سے دستخط کرنے والوں میں سے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ تھے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صفحہ 769)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ کو کئی سرایا، سریہ کی جمع سرایا مطلب ہے جنگوں میں بھجوایا تھا۔ جو expeditions ہوتی ہیں ان میں بھجوایا تھا۔

ذوالقَصَّہ کی طرف سریہ۔ یہ سریہ ربیع الآخر چھ ہجری میں بھجوایا گیا تھا۔ اس کے بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے اپنی تصنیف 'سیرت خاتم النبیین' میں لکھتے ہیں کہ ربیع الآخر کے مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ کو ذوالقصہ کی طرف روانہ فرمایا جو مدینہ سے چوبیس میل کے فاصلہ پر تھا جہاں ان ایام میں بنو ثَعْلَبَہ آباد تھے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ اور ان کے دس ساتھی رات کے وقت وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اس قبیلہ کے سو نوجوان جنگ کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ صحابہ کی جماعت سے یہ پارٹی تعداد میں دس گنا زیادہ تھی۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے فوراً اس لشکر کے سامنے صف آرائی کر لی۔ اگر جنگ کی نیت سے گئے ہوتے تو اتنی تھوڑی تعداد میں نہ ہوتے۔ اور فریقین کے درمیان رات کی تاریکی میں خوب تیر اندازی ہوئی۔ اس کے بعد کفار نے صحابہ کی مٹھی بھر جماعت پر دھاوا بول دیا اور چونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی ایک آن کی آن میں یہ دس فدائیان اسلام خاک پر تھے۔ یعنی شہید ہو گئے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ کے ساتھی تو سب شہید ہو گئے مگر خود حضرت محمد بن مسلمہؓ بچ گئے کیونکہ کفار نے انہیں دوسروں کی طرح مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور ان کے کپڑے وغیرہ اتار کر لے گئے۔ غالباً حضرت محمد بن مسلمہؓ بھی وہاں پڑے پڑے فوت ہو جاتے مگر حسنِ اتفاق سے ایک اَور مسلمان کا وہاں سے گزر ہوا اور اس نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو پہچان کر انہیں اُٹھا کر مدینہ پہنچا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان حالات کا علم ہوا تو آپؐ نے حضرت ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ کو جو قریش میں سے تھے اور کبار صحابہ میں شمار ہوتے تھے حضرت محمد بن مسلمہؓ کے انتقام کے لیے ذوالقصہ کی طرف روانہ فرمایا اور چونکہ اس عرصہ میں یہ بھی اطلاع موصول ہو چکی تھی کہ قبیلہ بنو ثعلبہ کے لوگ مدینہ کے مضافات پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں اس لیے آپؐ نے حضرت ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ کی کمان میں چالیس مستعد صحابہ کی جماعت بھجوائی اور حکم دیا کہ راتوں رات سفر کر کے صبح کے وقت وہاں پہنچ جائیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ نے تعمیلِ ارشاد میں یلغار کر کے عین صبح کی نماز کے وقت انہیں جا دبایا اور وہ اس اچانک حملہ سے گھبرا کر تھوڑے سے مقابلہ کے بعد بھاگ نکلے اور قریب کی پہاڑیوں میں غائب ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ نے مالِ غنیمت پر قبضہ کیا اور مدینہ کی طرف واپس لَوٹ آئے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 668)

یہ حملہ ظلم کا بدلہ لینے کے لیے یا سزا دینے کے لیے کیا گیا تھا۔

دوسری جو ایک جنگ تھی اس کا نام ذات السلاسل تھا۔ اس سریہ کو ذات السلاسل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ دشمنوں نے اس خوف سے آپس میں ایک دوسرے کو زنجیروں سے باندھ لیا تھا کہ وہ اکٹھے ہو کر لڑ سکیں اور کوئی بھاگ نہ سکے۔ ایک صف بنا کر لڑ سکیں یا جس طرح بھی صفیں بنی تھیں اکٹھے اکٹھے رہیں۔ اس کی ایک اَور وجہ بھی ملتی ہے کہ اس جگہ پر ایک چشمہ تھا جس کا نام اَلسَّلْسَلْ تھا۔ بعض کے نزدیک آٹھ ہجری اور بعض کے نزدیک سات ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قبیلہ بنو قُضَاعَہ کے لوگ مدینے پر حملہ آور ہونے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو تین سو مہاجرین اور انصار کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا جن کے ہمراہ تیس گھوڑے تھے۔ یہ جگہ مدینے سے دس دن کی مسافت پر تھی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے بنو قُضَاعَہ کے علاقے میں پہنچ کر وہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لیے کمک بھیجی جائے، مزید فوج بھیجیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام ملتے ہی دو سو مہاجرین اور انصار کی جماعت حضرت ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ کی قیادت میں مدد کے لیے روانہ فرما دی اور ہدایت فرمائی کہ عمرو کے ساتھ جا کر ملیں اور اختلاف نہ کریں۔ یعنی جو بھی فیصلہ کرنا ہے ایک ہو کے کیا جائے۔ جب یہ فوج حضرت عمرو بن عاصؓ کی فوج سے مل گئی تو تمام لشکر کی امارت کا سوال پیدا ہوا۔ حضرت ابوعبیدہؓ اگرچہ اپنے مرتبہ کے لحاظ سے امارت کے مستحق تھے مگر جب حضرت عمرو بن عاصؓ نے اصرار کیا کہ مَیں ہی ساری فوج کی قیادت کروں گا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے خوش دلی سے ان کی قیادت قبول کر لی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی تھا کہ اختلاف نہیں کرنا اور ان کی زیرِ امارت نہایت بہادری سے دشمنوں کے خلاف لڑائی لڑے یہاں تک کہ دشمن کو شکست ہو گئی۔ جب کامیابی کے بعد مدینہ واپس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ کی اطاعت کی کیفیت سنی تو فرمایا رَحِمَہُ اللّٰہُ اَبَا عُبَیْدَۃ۔ کہ ابوعبیدہ پر اللہ کی رحمت ہو کہ اس نے یہ اطاعت کا معیار قائم کیا۔

(ماخوذ از رحمت دارین کے سو شیدائی از طالب ہاشمی، صفحہ 33، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2003ء)

(شرح زرقانی جلد ۲ صفحہ ۳۵۷ تا ۳۶۰، سریہ ذات السلاسل، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۶ء)

پھر ہے سریہ سِیْفُ الْبَحْر۔ یہ وہ ساری جنگیں ہیں جن کی فوجوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہیں ہوتے تھے۔ یہ سریہ ہیں۔ یہ سریہ آٹھ ہجری میں ساحل سمندر کی طرف روانہ ہوا جہاں بنو جُھَیْنَہ کا ایک قبیلہ آباد تھا۔ اس سریہ کو جَیْشُ الْخَبَط بھی کہا جاتا ہے۔ اس نام کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ خوراک کی کمی کے باعث صحابہ ایسے درختوں کے پتے کھانے پر مجبور ہو گئے جنہیں خَبَط کہا جاتا تھا۔ خَبَط کے ایک معنی پتے جھاڑنے کے بھی ہے۔ اس سریہ کا ذکر صحیح بخاری میں ہے اور وہ اس طرح بیان ہوا ہے۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھیجا۔ ہم تین سو سوار تھے۔ ہمارے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جَرَّاحؓ تھے۔ قریش کے تجارتی قافلے کی نگرانی میں بیٹھ گئے۔ یہاں کوئی جنگ کا ارادہ نہیں تھا۔ قریش کے قافلے کی نگرانی کرنی تھی۔ سمندر کے کنارے ہم آدھا مہینہ ٹھہرے رہے اور ہمیں سخت بھوک لگی۔ یہاں تک کہ ہم نے پتے بھی کھائے۔ بعض مواقع پر جب سریہ میں جاتے تھے تو ان میں جنگوں کی نیت سے نہیں جاتے تھے بلکہ اَور مقصد ہوتے تھے اور بعض دفعہ پھر جنگوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا تھا اس لیے دونوں لحاظ سے یہ سریہ ایسی مہم کہلاتے ہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شریک نہیں تھے۔ بہرحال کہتے ہیں یہاں تک کہ ہم نے پتے بھی کھائے۔ اس لیے اس فوج کا نام جیش الخبط رکھا گیا۔ اس اثنا میں سمندر نے ہمارے لیے ایک جانور جس کو عنبر کہتے ہیں پھینک دیا یعنی سمندر سے ایک جانور مر کے باہر آیا یا ویسے ہی باہر آیا اور خشکی میں آ کر وہ پانی کے بغیر رہ نہیں سکا تو مر گیا۔ بہرحال کہتے ہیں سمندر سے ایک جانور آیا۔ وہ مچھلی ہی تھی، بہت بڑی مچھلی۔ ہم اس کا گوشت آدھا مہینہ کھاتے رہے اور اس کی چربی بدن پر ملا کرتے تھے یہاں تک کہ ہمارے جسم پھر ویسے کے ویسے تازہ ہو گئے جیسے پہلے تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لی اور اس کو کھڑا کیا اور سب سے لمبا شخص جو اُن کے ساتھ تھا اس کو لیا اور سفیان بن عُیَیْنَہ نے اپنی روایت میں یوں کہا کہ ایک بار انہوں نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لی، اس کو کھڑا کیا پھر ایک آدمی بمع اونٹ کے لیا جو اس کے نیچے سے گزر گیا۔ حضرت جابرؓ نے یہ بھی کہا کہ لشکر میں ایک شخص تھا جس نے لوگوں کے کھانے کے لیے تین دن تین تین اونٹ ذبح کیے۔ پھر حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کو روک دیا۔ اور عمرو بن دِینار کہتے تھے کہ ابو صالح ذَکْوَان نے ہمیں بتایا کہ قَیس بن سعد نے اپنے باپ سے کہا میں بھی اسی فوج میں تھا اور ان کو بھوک لگی تو حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا اونٹ ذبح کر لو۔ میں نے اونٹ ذبح کر لیا۔ کہتے تھے پھر ان کو بھوک لگی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا اونٹ ذبح کر لو۔ میں نے اونٹ ذبح کر لیا۔ کہتے پھر ان کو بھوک لگی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا اونٹ ذبح کر لو۔ سواریوں والے جو اونٹ تھے اور ساتھ لے کے گئے تھے۔ ان پر سامان بھی کچھ ہو گا اب ایسے حالات آ گئے کہ انہی کو ذبح کر کے کھا رہے تھے۔ کہتے ہیں مَیں نے اونٹ ذبح کر لیا۔ قیس کہتے تھے پھر ان کو بھوک لگی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا کہ اونٹ ذبح کر لو۔ کہتے تھے اس کے بعد پھر مجھے روک دیا گیا کہ اب اونٹ نہیں ذبح کرنے۔

دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ جَیْشُ الْخَبَط کے ساتھ حملے میں ہم نکلے اور حضرت ابوعبیدہؓ کو امیر بنایا گیا تھا۔ ہمیں سخت بھوک لگی اور سمندر نے ایک مردہ مچھلی پھینک دی۔ زندہ نہیں آئی تھی بلکہ مردہ ہی آئی تھی اور ہم نے ایسی مچھلی کبھی نہیں دیکھی تھی۔ بڑی مچھلی تھی۔ جس طرح اس کا حلیہ بیان کیا جاتا ہے یہ وہیل مچھلی ہو گی۔ اسے عنبر کہتے ہیں۔ ہم اس کا گوشت آدھا مہینہ کھاتے رہے۔ پھر حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کی

ہڈیوں میں سے ایک ہڈی لی اور سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ ابن جُرَیْج نے کہا: ابو زبیر نے مجھے یہ بھی بتایا کہ انہوں نے حضرت جابرؓ سے سنا ہے۔ کہتے تھے کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا کھاؤ۔ مچھلی کو کھاؤ۔ بے شک یہ مردہ ہے لیکن کھاؤ کوئی حرج نہیں۔ جب ہم مدینہ آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے اس کا ذکر کیا کہ اس طرح ایک مردہ مچھلی آئی تھی اور ہم اس کو کھاتے رہے، ضرورت تھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو رزق اللہ تعالیٰ نے نکالا ہوا سے تم کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری حالت دیکھ کر تمہیں بھیجا تھا۔ اسے تم نے کھایا تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر کچھ ہے، اگر اپنے ساتھ کچھ لائے ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ ان میں سے کسی نے آپؐ کو ایک حصہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھایا۔ (صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوہ سیف البحر حدیث 4361-4362) واپسی پر اس کا بچا ہوا گوشت کچھ لے بھی آئے تھے، وہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نوش فرمایا۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ اس سریہ سِیفُ البحر کے ضمن میں اپنی شرح میں لکھتے ہیں سِیف البحر یعنی وہی جس کو خبط بھی کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا غزوہ ان غزوات میں سے ہے جن میں کسی سے جنگ کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ اس غزوہ میں شامل لوگ قافلہ تجارت کی حفاظت کی غرض سے بھیجے گئے تھے۔ یہ مہم بقول ابن سعد تین سو مہاجر و انصار پر مشتمل تھی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ اس کے امیر تھے اور غزوہ سِیف البحر کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں بحیرہ قلزم کے قریب کاروان چلتے تھے تو کاروانی راستہ کے قریب بحیرہ قلزم کے کنارے حفاظتی چوکی قائم کی گئی تھی۔ قافلوں کا جو رستہ چلتا تھا ان کے قریب بحیرہ قلزم کے کنارے ایک حفاظتی چوکی قائم کی گئی تھی اس لیے غزوۂ سیف البحر سے موسوم ہے۔ یہ فوج بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ وہاں ایک چوکی قائم کی جائے جو حفاظت کی غرض سے ہو اور آگے پتہ لگے گا کہ حفاظت کس کی کرنی تھی۔ سِیف کے معنی ساحل کے ہیں۔ ابنِ سعد نے سریۃ الخَبط کے عنوان سے اس کا مختصر ذکر کیا ہے۔ خَبط کے معنی ہیں درخت کے پتے۔ زادِ راہ ختم ہونے کی وجہ سے مجاہدین کو پتے کھانے پڑے تھے۔ ابن سعد نے تاریخ وقوع رجب آٹھ ہجری بتائی ہے اور یہ زمانہ ھُدنہ یعنی صلح حدیبیہ کا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دور اندیشی سے کام لیا اور بطور احتیاط مذکورہ بالا حفاظتی دستہ علاقہ سِیف البحر میں بھیجا تھا۔ جو چوکی قائم کروائی گئی تھی وہاں حفاظتی دستہ کے طور پہ بھیجا تا شام سے آنے والے قریشی قافلے سے تعرض نہ ہو، شام سے جو قریش کا تجارتی قافلہ آرہا تھا اس سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ ہو اور قریش کے ہاتھ میں نقضِ معاہدہ کا کوئی بہانہ نہ مل جائے۔ صلح حدیبیہ ہو چکی تھی۔ اب یہ تھا کہ یہ نہ ہو وہاں کوئی ان کو چھیڑ دے اور قریش بہانہ بنا دیں کہ دیکھو مسلمانوں نے ہم پر حملہ کیا اس لیے حدیبیہ کا معاہدہ ختم ہو گیا۔ تو اس لیے آپؐ نے وہ بھیجا تھا۔ وہاں چوکی قائم کر دی تا کہ قریش کے اس قافلے کی حفاظت کرے اور کوئی بہانہ نہ ملے۔ پھر لکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا جگہ بقول ابنِ سعد مدینہ سے پانچ دن کی مسافت پر ہے۔

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوہ سیف البحر جلد 9 صفحہ 239 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

پس یہ جنگ کے لیے نہیں تھا بلکہ کافروں کی حفاظت کے لیے بھیجا گیا تھا جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا اور یہ ہے امن کے قیام کی کوشش کہ جب وہاں معاہدہ ہو گیا تو دشمن کی حفاظت کے بھی سامان کیے جائیں تا کہ معاہدہ توڑنے کا کسی قسم کا بہانہ کفار کے ہاتھ نہ آئے لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے کام کرنا تھا۔ معاہدہ اگر ٹوٹا تو کفار کی طرف سے توڑا گیا اور پھر وہ فتح مکہ پر منتج ہوا۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ مکہ میں داخل ہو گئے۔ حضرت زبیرؓ کو لشکر کے ایک پہلو پر اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو لشکر کے دوسرے پہلو پر مقرر فرمایا اور حضرت ابوعبیدہؓ کو پیادہ لوگوں اور وادی کے نشیب کا سردار بنا دیا۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکہ حدیث ۱۷۸۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے جزیہ کی شرط پر صلح کی تھی اور ان پر حضرت عَلاء بن حَضْرَمِیؓ کو امیر مقرر فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہؓ کو وہاں جزیہ لینے کے لیے بھیجا۔ جب حضرت ابوعبیدہؓ جزیہ لے کر واپس آئے اور لوگوں کو ان کی واپسی کا علم ہوا تو صبح فجر کی نماز سب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھا کر جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو ان کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ لگتا ہے تمہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ابوعبیدہؓ کچھ لائے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: جی یا رسول اللہؐ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس خوش ہو جاؤ اور اس کی امید رکھو جو تمہارے لیے بہتر ہے۔ مَیں تمہارے بارے میں محتاجی سے نہیں ڈرتا بلکہ مَیں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے اور پھر تم بڑھ چڑھ کر حرص کرنے لگ جاؤ۔ (صحیح بخاری کتاب الجزیہ والمواعدہ باب الجزیۃ والمواعدۃ مع اہل الذمۃ والحرب، حدیث نمبر 3158) جوں جوں دنیاداری میں پڑو گے، دنیاوی آسائشیں تمہیں مہیا ہوں گی میسر آئیں گی تو حرص میں پڑ جاؤ گے اور وہ تمہیں ہلاک کر دے۔ یہ خوف ہے مجھے۔ بھوکے رہنے کا خوف کم ہے۔ یہ خوف ہے کہ دنیاداری میں پڑ کے، حرص کر کے تم کہیں اپنے آپ کو ہلاک نہ کر لو۔ پس یہ تنبیہ ہے جو ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنی چاہیے اور اس کو پیش نظر نہ رکھنے کی وجہ سے آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت جن کے پاس پیسہ آتا جن میں ہمارے لیڈر بھی شامل ہیں وہ اس لالچ میں پیش پیش ہیں۔ ان کی دنیا کی لالچ بے شمار بڑھ چکی ہے۔ خدا کا نام تو لیتے ہیں لیکن فوقیت دنیاوی مال وحشمت کو ہے۔ پس ہمیں اس لحاظ سے اپنی حالتوں کا ہمیشہ جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مال تو آئیں گے لیکن ہمیں اس مال کی وجہ سے اپنے دین کو نہیں بھول جانا چاہیے۔

دس ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت ابوعبیدہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔

(عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد صفحہ 801، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2000ء)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگوں میں بحث ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر لحد والی ہونی چاہیے یا لحد کے بغیر۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ اور حضرت ابوطلحہؓ کی طرف ایک ایک آدمی بھجوایا اور فیصلہ ہوا کہ ان میں سے جو آدمی پہلے آئے گا جو وہ بتائے گا ویسی قبر تیار کی جائے گی۔ حضرت ابوعبیدہؓ اہلِ مکہ کی طرز کے مطابق لحد کے بغیر قبر تیار کرتے تھے جبکہ حضرت ابوطلحہؓ اہلِ مدینہ کی طرز کے مطابق لحد والی قبر تیار کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہؓ کی طرف بھیجے ہوئے آدمی کو حضرت ابوطلحہؓ مل گئے جبکہ حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف بھیجے ہوئے آدمی کو حضرت ابوعبیدہؓ نہ ملے۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہؓ آئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد والی قبر تیار کی۔

(سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۶۶۳، حفر القبر، مطبع مصطفٰی بابی الحبلی و اولادہ، مصر، ۱۹۵۵ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد خلافت کے لیے انصار اور مہاجرین کے درمیان جو اختلاف ہوا اس کے بارے میں صحیح بخاری میں بیان ہے۔ یہ پہلے بھی میں ایک صحابی کے ذکر میں بیان کر چکا ہوں لیکن یہاں حضرت ابوعبیدہؓ کے ذکر میں بھی بیان ہو جائے تو بہتر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انصار حضرت سعد بن عُبَادہؓ کے گھر میں جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم یعنی مہاجرین میں سے ہو گا۔ ان کی طرف حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ گئے۔ حضرت عمرؓ کچھ کہنے لگے مگر حضرت ابوبکرؓ نے انہیں خاموش کروا دیا۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں اس وقت صرف اس لیے بولنا چاہتا تھا کیونکہ مَیں نے ایک تقریر تیار کی تھی جو مجھے بہت پسند تھی اور مجھے ڈر تھا کہ حضرت ابوبکرؓ ویسی بات نہ کہہ سکیں گے لیکن جب حضرت ابوبکرؓ نے تقریر کی تو ایسی شاندار اور فصیح تقریر کی جو تمام تقاریر سے بڑھ کر تھی۔ اسی تقریر میں حضرت ابوبکرؓ نے یہ فرمایا کہ ہم یعنی مہاجرین امیر ہیں اور تم یعنی انصار وزیر ہو۔ اس پر حضرت حُبَاب بن مُنْذِرؓ نے کہا ہرگز نہیں۔ بخدا ہم ایسا ہرگز نہیں کریں گے۔ ایک امیر تم میں سے ہو گا اور ایک امیر ہم میں سے ہو گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: نہیں ہم امیر ہیں اور تم وزیر ہو کیونکہ قریش حسب نسب کے لحاظ سے تم عربوں سے اعلیٰ اور قدیمی ہیں۔ پس حضرت ابوبکرؓ نے دو نام پیش کیے کہ عمرؓ یا ابوعبیدہ بن جرّاحؓ میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو، خلیفہ بنا لو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا نہیں ہم تو آپؓ کی بیعت کریں گے۔ ابوبکرؓ کو کہا کہ ہم تو آپؓ کی بیعت کریں گے کیونکہ آپؓ ہمارے سردار ہیں اور ہم میں سے سب سے بہتر ہیں اور ہم میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کی بیعت کی اور اس کے بعد لوگوں نے بھی حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب قول النبیؐ لوکنت متخذا خلیلا، حدیث نمبر ۳۶۶۸)

بہرحال حضرت ابوبکرؓ کی نظر میں حضرت ابوعبیدہؓ کا یہ مقام تھا کہ آپؓ کا نام خلافت کے لیے تجویز فرمایا۔ اسی طرح جس طرح پہلے حضرت عمرؓ کے حوالے سے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ اگر ابوعبیدہؓ زندہ ہوتے تو مَیں انہیں اگلے خلیفہ کے لیے نامزد کرتا کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق امین تھے۔ جب خلافت کے بارے میں بحث ہوئی تو حضرت ابوعبیدہؓ نے انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے انصار کے گروہ! تم تو وہ لوگ ہو جنہوں نے سب سے پہلے مدد کی تھی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اب تم ہی سب سے پہلے اختلاف پیدا کرنے والے ہو جاؤ۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ از شاہ معین الدین ندوی جلد 2 صفحہ 126-127، دار الاشاعت اردو بازار کراچی پاکستان)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو انہوں نے بیت المال کا کام حضرت ابوعبیدہؓ کے ذمے لگایا۔ 13/ ہجری میں حضرت ابوبکرؓ نے آپؓ کو شام کی طرف امیرِ لشکر بنا کر بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ کو بطور سپہ سالار معزول فرما کر حضرت ابوعبیدہؓ کو سپہ سالار مقرر فرمایا۔

(سیر اعلام النبلاء جلد ۱ صفحہ ۱۵، ابوعبیدہ بن الجرّاح، مطبوعہ دار الرسالہ العالمیہ دمشق ۲۰۱۴ء)

فتح شام کے بارے میں ذکر ملتا ہے کہ 13/ ہجری میں رومیوں میں کئی اطراف سے لشکر کشی کی گئی۔ ایک دستہ کے قائد حضرت یزید بن ابوسفیان تھے۔ ابوسفیان کے ایک بیٹے کا نام بھی یزید تھا، یہ پہلے فوت ہو گئے تھے، جو اردن کے مشرق کی طرف سے حملہ آور ہوئے۔ دوسرے کے حضرت شُرَحْبِیل بن حَسَنَہ تھے جو بَلقَاء کی طرف سے آگے بڑھے۔ تیسرے کے قائد حضرت عمرو بن عاصؓ تھے جو فلسطین کی طرف سے شام میں داخل ہوئے۔ چوتھے دستے کے قائد حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ تھے جو حِمص کی طرف بڑھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ جب یہ سب ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں تو حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ سپہ سالار ہوں گے۔ ہر لشکر چار ہزار پر مشتمل تھا جبکہ حضرت ابوعبیدہؓ کا لشکر آٹھ ہزار کا تھا۔ جب لشکر روانہ ہونے لگے تو حضرت ابوبکرؓ نے قائدین لشکر کو فرمایا دیکھو! نہ اپنے پر تنگی وارد کرنا نہ اپنے ساتھیوں پر۔ اپنی قوم اور ساتھیوں پر ناراضگی کا اظہار نہ کرنا۔ ان سے مشورے کرنا اور انصاف سے کام لینا۔ ظلم و جور سے دور رہنا کہ ظالم کبھی فلاح نہیں پاتا اور کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھتا۔ اور جب تمہاری دشمن سے مڈھ بھیڑ ہو جائے تو دشمن کو پیٹھ نہیں دکھانا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اس دن پیٹھ پھیرے گا اس پر خدا کا غضب ٹوٹے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا سوائے اس کے کہ جو لڑائی کے لیے جگہ بدلتا ہے یا اپنے ساتھیوں سے رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ قرآن کریم میں سورۂ انفال میں آیت سترہ میں یہ لکھا ہوا ہے۔ پھر فرمایا کہ دیکھو! جب تم دشمن پر غلبہ پاؤ تو کسی بچے، بوڑھے اور عورت کو قتل نہ کرنا، کسی جانور کو ہلاک نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، معاہدہ کر کے اسے خود نہ توڑنا۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے سب سے پہلے شام کے شہر مآب کو فتح کیا۔ وہاں کے باشندوں نے جزیہ کی شرط پر صلح کر لی۔ اس کے بعد آپؓ نے جَابِیَہ کا رخ کیا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ رومیوں کا بڑا لشکر مقابلے کے لیے تیار ہے۔ اس پر حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں مزید مدد کے لیے درخواست کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ جو اس وقت عراق کی مہم پر مامور تھے ان سے فرمایا کہ نصف لشکر حضرت مُثَنّیٰ بن حارثؓ کی قیادت میں چھوڑ کر تم

حضرت ابوعبیدہؓ کی مدد کو پہنچ جاؤ اور حضرت ابوبکرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو خط لکھا کہ مَیں نے خالد کو امیر مقرر کیا ہے اور مَیں خوب جانتا ہوں کہ تم اس سے بہتر اور افضل ہو۔ پورے خط کا متن یہ ہے کہ اللہ کے بندے عتیق بن ابو قُحافہ۔ عتیق حضرت ابوبکرؓ کا اصل نام تھا اور ابوقحافہ ان کے والد کا نام تھا۔

اللہ کے بندے عتیق بن ابوقحافہ کا خط ابوعبیدہ بن جَرّاحؓ کے نام۔ تجھ پر خدا کی سلامتی ہو۔ مَیں نے شام کی فوجوں کی کمان خالد کے سپرد کی ہے۔ آپ اس کی مخالفت نہ کرنا اور سننا اور اطاعت کرنا۔ مَیں نے تمہیں اس پر والی مقرر کیا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ تم اس سے افضل ہو لیکن میرا خیال ہے کہ اس میں، خالد بن ولیدؓ میں، فنِ حرب کی صلاحیت یعنی جنگی معاملات کی صلاحیت تمہاری نسبت بہت زیادہ ہے۔ اللہ مجھے اور تمہیں صحیح راہ پر گامزن رکھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ لکھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حِیرہ، عراق میں ایک شہر کا نام ہے وہاں سے حضرت ابوعبیدہؓ کو خط لکھا کہ اللہ کی آپؓ پر سلامتی ہو۔ مجھے حضرت ابوبکرؓ نے شام کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا ہے اور فوجوں کی قیادت میرے سپرد فرمائی ہے۔ خدا کی قسم! مَیں نے اس کا کبھی مطالبہ نہیں کیا اور نہ میری خواہش تھی۔ آپؓ کی وہی حیثیت ہوگی جو پہلے ہے۔ ہم آپؓ کی نافرمانی نہیں کریں گے اور نہ آپؓ کو نظر انداز کر کے کوئی فیصلہ کریں گے۔ آپؓ مسلمانوں کے سردار ہیں۔ آپؓ کی فضیلت کا ہم انکار نہیں کرتے اور نہ آپؓ کے مشورے سے مستغنی ہو سکتے ہیں۔

(ماخوذ از روشن ستارے از غلام باری سیف صاحب جلد 2 صفحہ 19 تا 21) (عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد صفحہ 804، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2000ء) (سیر الصحابہ جلد 4 صفحہ 457، 459 مطبوعہ دار الاشاعت کراچی) (فرہنگ سیرت صفحہ 110 زوار اکیڈمی پبلیکیشنز کراچی 2003ء)

یہ دیکھیں۔ یہ ہے مومنانہ شان۔ دونوں طرف سے کس طرح عاجزانہ طور پر اطاعت کا اظہار کیا گیا ہے۔

جنگ اَجنادَین۔ جمادی الاول تیرہ ہجری میں اَجنادَین فلسطین کے نواحی علاقے میں سے ایک بستی کا نام ہے۔ اس مقام پر ایک لاکھ رومی فوج سے مسلمانوں کا یہ مقابلہ ہوا۔ روایات میں آتا ہے کہ اجنادَین فوج کا سپہ سالار قیصر روم ہرقل کا بھائی تھیوڈور (Theodore) تھا۔ پینتیس ہزار کے قریب مسلمانوں نے ایک لاکھ کی فوج کو شکست دے کر اجنادَین کو فتح کر لیا۔ (ماخوذ از عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد صفحہ 805، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2000ء)

(معجم البلدان جلد ۱ صفحہ ۱۲۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اجنادین کی فتح کے بعد مسلمانوں نے دمشق کا محاصرہ کر لیا اور پھر اس کی تفصیل اس طرح ہے۔ یہ شام کا دار الحکومت ہے اور دنیا کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک ہے۔ دمشق کا مسلمانوں نے محاصرہ محرم 14ہجری میں کیا اور یہ محاصرہ چھ ماہ تک جاری رہا۔ دوسری پارٹی، جو مخالفین تھے، دوسری طرف کی فوج وہ قلعہ بند ہو گئے۔ اپنے علاقے میں تھے اس لیے اپنے قلعے بند کر لیے۔ مسلمانوں کے پانچوں سالار اپنی فوجوں سمیت اس شہر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ اپنی فوج کے ساتھ مشرقی دروازے پر تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ان کے بالمقابل مغربی دروازے پر تھے اور باقی تین سالار بھی، کمانڈر جو تھے مختلف دروازوں پر متعین تھے۔ رومی گاہے بگاہے نکل کر جنگ کرتے مگر پھر واپس چلے جاتے اور قلعہ بند ہو جاتے تھے۔ انہیں امید تھی کہ قیصر روم کمک بھیجے گا مگر اسلامی افواج کی چوکسی نے ان کی امیدیں خاک میں ملا دی تھیں۔ ایک رات جبکہ شہر میں کوئی جشن ہو رہا تھا اور فصیل کے پہرے دار بھی اس جشن کی خوشی میں پہرے داری سے غافل تھے تو حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے کچھ ساتھیوں سمیت شہر کی فصیل پھلانگ کر شہر میں داخل ہو گئے اور دروازہ کھول دیا۔ اس طرح ان کی فوج شہر میں داخل ہوگئی۔ یہ دیکھ کر شہر والوں نے حضرت ابوعبیدہؓ سے صلح کر لی جو کہ شہر کے دوسری طرف تھے مگر حضرت خالدؓ کو یہ خبر نہیں ہوئی اور مسلسل جنگ کر رہے تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس لوگ گئے اور ان سے التجا کی کہ ہمیں خالدؓ سے بچائیے۔ شہر کے درمیان میں ان دونوں سرداروں کا آمنا سامنا ہوا اور پھر جب خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ شہر کے درمیان میں آ کے شہر والوں کے ساتھ ملے تو پھر شہر والوں کے ساتھ صلح کر لی گئی کیونکہ معاہدہ حضرت ابوعبیدہؓ کر چکے تھے۔

(ماخوذ از عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد صفحہ 805-806، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2000ء

معرکہ فِحل۔ یہ شام کا ایک شہر ہے۔ دمشق فتح کرنے کے بعد مسلمان آگے بڑھے تو معلوم ہوا کہ رومی بَیْسان مقام میں جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ مسلمان ان کے بالمقابل فحل مقام میں خیمہ زن ہوئے۔ رومی فوج کے سپہ سالار نے صلح کی پیشکش کی خاطر اپنے سفیر کو حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف بھیجا۔ وہ جب اسلامی لشکر میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ وہاں ایک ہی طرح ادنیٰ اور اعلیٰ، افسر و ماتحت، سپہ سالار اور سپاہی بیٹھے ہیں اور کوئی امتیاز اور فرق دکھائی نہیں دیا۔ آخر اس نے مجبور ہو کر کسی سے پوچھا کہ آپ کا سپہ سالار کون ہے۔ لوگوں نے ایک سیدھے سادھے شخص کی طرف اشارہ کیا جو زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ سفیر نے قریب جا کر کہا کہ آپ ہی اس کے سپہ سالار ہیں؟ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا کہ ہاں۔ سفیر نے پیشکش کی کہ اپنی فوج کو یہاں سے واپس لے جائیں اور اس کے بدلے میں آپ کے ہر سپاہی کو فی کس دو اشرفیاں سونے کی ملیں گی۔ سپہ سالار کو ایک ہزار دینار ملیں گے اور تمہارے خلیفہ کو دو ہزار دینار دیے جائیں گے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا ہم پیسے لینے نہیں آئے۔ مال و دولت کی غرض سے نہیں آئے۔ ہم اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے نکلے ہیں۔ سفیر ان کو دھمکیاں دیتا ہوا وہاں سے واپس چلا گیا۔ اس کے یہ تیور دیکھ کر حضرت ابوعبیدہؓ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور اگلی صبح دونوں فوجوں میں جنگ ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہؓ خود فوج کے قلب یعنی درمیان میں تھے اور بڑی حکمت سے فوج کو لڑا رہے تھے یہاں تک کہ مسلمانوں نے باوجود قلیل تعداد ہونے کے رومیوں کو شکست دے دی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اردن کا تمام علاقہ مسلمانوں کے پاس آ گیا۔

(ماخوذ از عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد صفحہ 807-808، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2000ء)

(ماخوذ از سیر الصحابہ از شاہ معین الدین ندوی جلد 2 صفحہ 128، دار الاشاعت اردو بازار کراچی پاکستان)

فتح حِمص۔ فِحل کی فتح کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے حِمص کی طرف پیش قدمی کی جو شام کا ایک مشہور شہر تھا اور جنگی اور سیاسی اہمیت رکھتا تھا۔ راستے میں بَعلبك شہر، جو لبنان کا ایک قدیم شہر ہے، دمشق سے تین راتوں کی مسافت پر ہے۔ وہاں سے گزر ہوا جو ایک قدیم شہر تھا اور یہ بَعل بت کی پرستش کا بہت بڑا مرکز رہ چکا تھا۔ وہاں کے رہائشیوں نے حضرت ابوعبیدہؓ کا مقابلہ کرنے کی بجائے صلح کی درخواست کی جو جزیہ کی شرط کے ساتھ منظور کر لی گئی۔ ان سے کوئی لڑائی، جنگ نہیں ہوئی۔ اور قبول ہو گیا کہ وہ جزیہ دیں اور بے شک اپنے مذہب پر قائم رہیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے حمص کا رخ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ بھی آپؓ کے ساتھ تھے۔ شہر والوں کو قیصر سے فوجی امداد کی امید تھی۔ اس لیے وہ مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے۔ مگر جب وہ امداد سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور صلح کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔ صلح کے ساتھ انہیں جان و مال کی امان دی گئی اور ان کے عبادت خانے اور مکانات محفوظ قرار دیے گئے۔ مکان بھی محفوظ، عبادت خانے بھی محفوظ اور جو اپنے مذہب پر قائم رہے ان پر جزیہ اور خراج عائد کیا گیا۔ یعنی اپنے مذہب پر بے شک قائم رہو لیکن جزیہ اور خراج دینا پڑے گا جو ایک ٹیکس ہے۔

فتح لَاذِقِیّہ۔ اس کے بعد اسلامی لشکر نے لَاذِقِیّہ جو شام کا ایک شہر ہے اور ساحلِ سمندر پر واقع ہے۔ حمص کے نواحی علاقوں میں اس کو شمار کیا جاتا ہے۔ بہرحال اس کا محاصرہ کر لیا۔ حفاظتی انتظامات کے لحاظ سے لَاذِقِیّہ بہت مستحکم تھا۔ شہر والوں کے پاس رسد کے ذخائر کثرت کے ساتھ موجود تھے جن کی وجہ سے ان کو محاصرہ کی کوئی پروا نہیں تھی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کو فتح کرنے کی ایک نئی تدبیر نکالی۔ آپؓ نے ایک رات میدان میں بہت سے گڑھے کھدوائے اور انہیں گھاس سے ڈھانک دیا اور صبح محاصرہ اٹھا کر حِمص کی طرف روانہ ہو گئے۔ ظاہر یہ کیا کہ ہم واپس جا رہے ہیں۔ گڑھے کھودنے کے بعد گھاس سے ڈھانکنے کے بعد محاصرہ اٹھا لیا اور ساری فوج واپس ہوگئی۔ شہر والوں نے اور شہر میں موجود فوجوں نے محاصرہ اٹھتے دیکھا تو خوش ہوئے اور اطمینان سے شہر کے دروازے کھول دیے۔ دوسری طرف حضرت ابوعبیدہؓ راتوں رات اپنی فوج سمیت واپس آ گئے۔ رات کو ہی واپس آ گئے اور ان غار نما گڑھوں میں چھپ گئے۔ جو غاریں بنائی تھیں۔ tunnels بنائی تھیں۔ یا ٹرینچز (Trenches) بنائی تھیں ان میں چھپ گئے اور صبح جب شہر کے دروازے کھلے تو آپؓ نے یک دفعہ حملہ کر دیا اور شہر میں داخل ہو کر شہر کو فتح کر لیا۔

(ماخوذ از سیر الصحابہ از شاہ معین الدین ندوی جلد 2 صفحہ 128، دار الاشاعت اردو بازار کراچی پاکستان)

(عشرہ مبشرہ از بشیر ساجد صفحہ 809، البدر پبلیکیشنز اردو بازار لاہور، 2000ء)

(معجم البلدان جلد ۵ صفحہ ۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

باقی ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ یہ ذکر چلے گا، بیان کروں گا۔

پاکستان کے احمدیوں کے لیے بھی آج کل بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مولویوں اور حکومت کے اہلکاروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ وہاں پھر مخالفت کی شدید لہر آئی ہوئی ہے۔ قانون کے محافظ نہ صرف یہ کہ انصاف کو نہیں جانتے بلکہ اس کی دھجیاں اُڑا رہے ہیں اور جو مولوی کہتا ہے اس کے پیچھے چل رہے ہیں۔ میرا خیال ہے اپنی جان بچانے کے لیے کہ شاید ان کو اسی طرح سیاسی استحکام مل جائے لیکن یہ ان کی بھول ہے۔ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہی چیز ان کی تباہی کا ذریعہ بنے گی۔ ہم تو پہلے بھی ان تکلیفوں سے گزرتے رہے ہیں، اب بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی مدد سے گزر جائیں گے لیکن ان کی یہ حرکتیں اگر یہ ان سے باز نہ آئے تو ان کی تباہی یقینی ہے۔ پس احمدی آج کل بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ مشکلات دُور فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق میں بڑھیں خاص طور پر پاکستان میں رہنے والے احمدی، باہر رہنے والے احمدی بھی جو پاکستان سے آئے ہوئے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت جلد آئے اور ان مشکلات سے وہاں کے رہنے والے احمدی چھٹکارا پا سکیں۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

آج کی دعا

لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

(سورۃ التوبۃ آیت نمبر 40)

ترجمہ: غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

یہ قرآن مجید کی پریشانی اور بے قراری کے وقت توکل علی اللہ کی بہت پیاری دعا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کو ہجرت مدینہ کا حکم فرمایا اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ دوران سفر آپ ﷺ نے غارِ ثور میں پناہ لی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بیان فرماتے ہیں کہ سفر ہجرت کے دوران جب سراقہ گھوڑے پر سوار تعاقب کرتے ہوئے ہمارے قریب پہنچ گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اب تو پکڑنے والے بالکل سر پر آن پہنچے اور میں اپنے لئے نہیں بلکہ آپ کے لئے فکرمند ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا چنانچہ اسی وقت آپ کی دعا سے سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، اور وہ آپ ﷺ کی خدمت میں امان کا طلبگار ہوا۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد 2 صفحہ 43)

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعودؑ کو 23 فروری 1907 کو الہام ہوا:

’’لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کسی دوست کو اس میں تسلی دی گئی ہے گویا میں تسلی دونگا‘‘۔

(بدر جلد 6 نمبر 9 مورخہ 28 فروری 1907)

(تذکرہ صفحہ 590)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مرسلہ: (عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن (سیرالیون)

جامعۃ المبشرین سیرالیون میں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا بابرکت انعقاد

جامعۃ المبشرین سیرالیون میں طلباء کے علم میں اضافے اور قوتِ بیان میں بہتری کے لئے باقاعدہ طور پر سیمینار اور جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے باقاعدہ طور پر مجلسِ ارشاد قائم ہے اور باقاعدگی سے مختلف اہم موضوعات پر پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں۔

مورخہ 27 / ستمبر بروز اتوار ایک جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز دن گیارہ بجے مکرم مبارک احمد گھمن صاحب کی صدارت میں تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ اس سال میں مقابلۂ تلاوت میں دوم آنے والے طالب علم عزیزم سلیمان سو نے تلاوت قرآن اور اس کا ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔عزیزم ابراہیم ایس کروما نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی نعت حضرتِ سیدِ ولدِ آدم پیش کی اور اس کا انگریزی ترجمہ عزیزم حسن نوحا نے پیش کیا۔

پروگرام کی پہلی تقریر مکرم عزیزم عبدالکریم طورے نے بعنوان آنحضور ﷺ ایک داعی الی اللہ کی اور خدائے واحد کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لئے آپؐ کی تڑپ اور اس بارے میں آپؐ کی بے مثال کوششوں کا ذکر کیا۔

دوسری تقریر استاذ جامعہ مکرم حافظ اسد اللہ وحید صاحب نے آنحضرت ﷺ کے طریقِ نصیحت پر کی اور واقعاتی رنگ میں بتایا کہ آپ کا اندازِ نصیحت کس قدر بہترین اور ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

پروگرام کی تیسری اور آخری تقریر مکرم مبارک احمد صاحب پرنسپل جامعہ کی تھی جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشقِ رسول ﷺ کے متعلق بتایا۔آپ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ اطاعت رسول ﷺ ہے۔

تقاریر کے بعد طلباء کو سوالات کا موقع بھی دیا گیا اور طلباء نے موقع کی مناسبت سے سوالات پوچھے اور اساتذہ کی جانب سے ان کے جوابات دئے گئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں آنحضور ﷺ سے محبت کرے اور آپ کے اسوۂ پر عمل کرنے والا بنائے۔ آمین

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

پہلے اٹھائی جا سکتی ہیں یا کوئی عقل تجویز کرسکتی ہے کہ یہ مشکلیں پیدا ہوسکتی ہیں دلی سچائی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں وہ مشکلات اور مصیبتیں اٹھانے کے لئے تیار ہو جائے۔) فرمایا ’’اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوت واہمہ پیش نہ کر سکے کہ جس کے اٹھانے سے دل رک جائے۔ اور کوئی ایسا حکم عقل پیش نہ کر سکے کہ جس کی اطاعت سے دل میں کچھ روک یا انقباض پیدا ہو۔ اور کوئی ایسا مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو۔ اور جب یہ مذہب قائم ہوگیا۔‘‘ (اس طرح ایمان ترقی کر گیا) ’’تو درود شریف جیسا کہ مَیں نے زبانی بھی سمجھایا ہے‘‘ (آپؑ اس مرید کو لکھ رہے ہیں) ’’اس غرض سے پڑھنا چاہئے کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریم پر نازل کرے اور اس کو تمام عالم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بناوے اور اس کی بزرگی اور اس کی شان و شوکت اِس عالَم اور اُس عالم میں ظاہر کرے۔ یہ دعا حضور تام سے ہونی چاہئے۔‘‘ (بڑے دل کی گہرائی سے ہونی چاہئے، توجہ سے ہونی چاہئے) ’’جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضور تام سے دعا کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ تضرّع اور التجا کی جائے اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہئے کہ اس سے مجھ کو یہ ثواب ہو گا یا یہ درجہ ملے گا۔‘‘ (اس سوچ میں نہیں درود بھیجنا، نہ دعا کرنی ہے کہ مجھے کوئی ثواب ہو گا یا درجہ ملے گا) ’’بلکہ خالص یہی مقصود چاہئے کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں اور اس کا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے اور اسی مطلب پر انعقاد ہمّت چاہئے اور دن رات دوام توجہ چاہئے۔ یہاں تک کہ کوئی مراد اپنی دل میں اس سے زیادہ نہ ہو۔‘‘ (مستقل مزاجی سے کام کریں۔) ’’پس جب اس طور یہ درود شریف پڑھا گیا تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلا شبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے۔ اور حضور تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ و بکا ساتھ شامل ہو اور یہاں تک یہ توجہ رگ اور ریشے میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جاوے۔‘‘ (مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 522-523 مکتوب بنام میر عباس علی شاہ مکتوب نمبر 10 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

(خطبہ جمعہ 16/ جنوری 2015ء)

طلوع وغروب آفتاب

26 اکتوبر 2020ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:04	17:48
مدینہ منورہ	05:06	17:46
قادیان	05:18	17:44
ربوہ	04:58	17:24
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:16	16:47